انسانی خدمات میں غیر جانبداری کا تصور
سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

The concept of impartiality in human services in the light of Sirat Tayyaba

DOI: 10.5281/zenodo.8025275

***Saira Gul**
****Dr.Muhammad Khalid Shafi**
*****Dr. Makhdoom Roshan Siddique**

Abstract:

Religions are created for serving the humanity. Without the existence of human there had not been the religions.Islam while serving the human rights cause get special attention because Islam is widely applauded by the eastern and western rights due to addressing the human problems.Prophet Mohammad S A A W W stsrted his preaching by empowering the status of women by giving them equal status , giving them their share in property, and evidence. Women used to come to mosques and were allowed to business.Prophet Muhaamed eliminated the discrimination on the basis of class, clour, race and gender.He advocated for the rights of labour by emphasizing their true wage on the right time.He participated himself in physical labour in construction of mosques and digging the ditches.His kindness behavior from children to elder persons. He gave special attentions to orphans and needy persons.His last sermon Hujjatul widda which is popularly known as Universal Declaration of human rights. In this sermon he did not talk about the spiritual worship of God but he only talked about humans rights and like wise serving human cause is understood as a worship of God.

Keywords: *Human, Services, Rights, Values, Seerat*

تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جس نے قرآنِ مجید اور نبی رحمت ﷺ کے ذریعہ انسانوں کو صحیح تربیت کا راستہ بتایا اور تمام مخلوق کو ہدایت خیر و بھلائی اور اصلاح معاشرے کے بنیادی اصولوں سے روشناس کرایا۔ اور درود و سلام ہو سرکارِ دو عالم حضرت محمد ﷺ پر جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کیلئے مربی و معلم بنا کر مبعوث فرمایا، اور جن پر ایسی عظیم الشان شریعت نازل فرمائی جو بنی نوعِ انسان کے لئے عزّت و کرامت اور بزرگی و شرافت کے دروازے کھولتی ہے اور اللہ کی رحمت ہو نبی کریم ﷺ کی آل و اولاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر جنہوں نے بعد میں آنے والوں کیلئے اولاد کی تربیت اور امتوں کی اصلاح و تعمیر کے سلسلہ میں ایسے شاندار بے نظیر نمونے چھوڑے جو قوموں کے لئے مشعلِ راہ بنے۔

....

*Lecturer of Islamic Studies GGDC, Urmar Peshawar
**Assistant Professar, Sukkar IBA University
***Associate Professor , GC Univeristy Hyderabad

موضوع کا تعارف:

اسلام ایک دین فطرت ہے جس کے مطابق تمام کائنات کا حقیقی وارث انسان کو قرار دیا گیا ہے، لہٰذا اسلام انسانیت کی بقاء، فلاح و بہبود اور ارتقاء کے زریں اصولوں کا امین ہے، حق کی پاسداری، انسانی معاشرے میں باہمی حقوق کا احترام اور اعلیٰ اقدار کا قیام وفروغ اسلامی تعلیمات کی بنیادی روح ہے، اسی وجہ سے اسلام نے جن موضوعات پر تفصیلی بحث کی ہے ان میں خدمت انسانیت کو نہایت اہمیت حاصل ہے، قرآن کریم میں جن دو بنیادی باتوں پر زور دیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط اور مستحکم ہو، اور اللہ ہی کو اپنا معبود حقیقی تسلیم کرے اور دوسرا اس کی مخلوق یعنی انسانوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے، حقداروں کو ان کا حق پہنچائے، والدین، رشتہ دار، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، یتیموں مسکینوں، مسافروں اور حاجتمندوں کی ضرورتوں کا خیال رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوری دنیا میں بھیجے گئے انبیاء کرام کا بھی یہی پیغام ہے، کیوں کہ رسول و پیغمبر اللہ کا فرستادہ اور اس کا نمائندہ ہوتا ہے۔" رسول کے مخاطب، انسان ہیں وہ انسانوں کے درمیان رہتا ہے اور بستا ہے بھرپور سماجی اور اجتماعی زندگی گزارتا ہے، صالح انسانی سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے، انسانوں کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے ان کی مشکلات کو حل کرتا ہے اور ان کا غم خوار ہوتا ہے ان کی تعلیم و تربیت کرتا ہے، ان کی تطہیر و تعمیر کی راہ ہموار کرتا ہے"[1]۔

قرآن کریم اور سیرت طیبہ ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی رحمت شفیع المذنبین ﷺ وہ ہستی ہیں جنھوں نے بنی نوع انسان کو انسانی حقوق اور انسانی خدمت کا منشور اعظم "خطبہ حجۃ الوداع" عطا فرما کر حقوق فرائض کی تعلیمات سے روشناس فرمایا،" آپ ﷺ نے بنی نوع انسان کو انسانی حقوق کا انتہائی جامع، مثالی، تاریخی اور عالمگیر اہمیت کا حامل " نظریہ انسانی حقوق" انتہائی جامع، ہمہ گیر اور بے نظیر منشورِ انسانیت عطا فرمادیا اور اسے دوام بخشنے کے لئے قائم کردہ مدنی معاشرہ میں نافذ العمل بنایا اور اسے اسلامی دستور حیات کا لازمی حصہ قرار دیا"[2]۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت قرار دیا "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ"[3] (اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو سارے جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے)۔ آپ کی رحمت صرف اپنوں ہی کے لئے خاص نہ تھی بلکہ ہر خاص و عام کے لئے تھی، اور "رحمت" کا مظہر یہ ہے کہ پوری انسانیت کو ہلاکت تباہی اور بربادی سے بچایا جائے۔ یہی وجہ ہے رحمۃ اللعالمین ﷺ کی تعلیمات میں انسانیت کے لئے محبت، امن و سلامتی اور خدمت انسانیت میں غیر جانبداری پر مبنی تھی۔

آپ ﷺ جس معاشرے میں موجود تھے وہ معاشرہ تمام ہی مذاہب، رنگ و نسل، ذات و برادری مختلف اقوام کا مرکز

تھا، نبی اکرم ﷺ نے دعوت دین کی ابتداء ہی جن تعلیمات سے کی ان میں انسانی خدمت میں غیر جانبداری کا تصور واضح نظر آتا ہے، جس کی گواہی حضرت جعفر طیارؓ کا وہ خطبہ ہے جو انھوں نے نجاشی کے سوال تبدیلی مذہب سے متعلق ارشاد فرمایا:

"ہم لوگ جاہل قوم تھے، بت پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے بدکاریاں کرتے تھے، ہمسایوں کو ستاتے تھے بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا، قوی لوگ کمزوروں کو کھاجاتے تھے، اس اثناء میں ہم میں ایک شخص پیدا ہوا جس کی شرافت اور صدق و دیانت سے ہم لوگ پہلے سے واقف نہ تھے، اس نے ہم کو سکھلایا کہ ہم پتھروں کو پوجنا چھوڑ دیں، سچ بولیں، خونریزی سے باز آئیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، ہمسایوں کو آرام دین، عفیف عورتوں پر بدنما داغ نہ لگائیں۔"[4]۔

موضوع کی ضرورت واہمیت : تاریخ انسانی کے کسی دور میں یہ نہیں ہوا کہ جانوروں، درندوں یا دیگر مخلوقات نے انسان پر کوئی منظم حملہ کیا ہو انسانی تاریخ کے جتنے المیے ہیں ملکوں اور قوموں کی تباہی اور معاشروں کی بربادی کے جتنے واقعات ہیں سب انسان کے کرتوت ہیں جس کے منفی اثرات معاشرے پر نمودار ہوئے، موجودہ حالات کے تناظر میں جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے خدمت انسانیت میں غیر جانبداری کا تصور فوت ہو کر رہ گیا ہے، معاشرے میں کہیں رنگ و نسل تو کہیں ذات و برادری کہیں لسانیت پرستی کی بنیادوں پر ایک دوسرے کو اعلیٰ و اولیٰ سمجھا جاتا ہے، انسانیت کو مذہبی تعصبات کی بنیاد پر نشان عبرت بنایا جاتا ہے، فرقہ پرستی کی بنیاد پر ظلم کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کہیں معذور افراد کو بیکار سمجھ کر اس سے جینے کا حق چھین لیا جاتا ہے، کہیں یتیم بچوں کا مال غصب کر لیا جاتا ہے، کہیں بھوکوں کا خیال ذہن سے نکال دیا جاتا ہے، کہیں محتاجوں سے ان کا حق چھین لیا جاتا ہے۔ خواتین اور بیوہ عورتوں کا مذاق بنایا جاتا ہے تو کہیں عورتوں کو معاشرے کا کھلونا سمجھ لیا جاتا ہے۔ آج انسانیت کو درپیش مسائل میں سب سے خطرناک و نقصان دہ چیلنج معاشرے میں اعتدال پسندی کا فقدان اور انتہا پسندی کی بہتات ہے جس کی وجہ سے خدمت خلق کا جذبہ ختم ہوتا جارہا ہے، ان مسائل سے نہ صرف ایک انسان متاثر ہوتا ہے بلکہ پوری انسانیت متاثر ہوتی ہے اور پورے معاشرے کو بدامنی، تہذیبوں، مذہبوں کے تصادم کی صورت میں بھگتنا پڑتا ہے، کسی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے۔

اسلام میں ہر دور کے مسائل کا حل اور ہر عہد کے چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کا جامع دستور موجود ہے، یہ دین دنیا کے تمام مسائل میں انسانیت کے لئے رہنمائی کا سرچشمہ ہے، اسلام میں جہاں عبادات معاملات، اخلاقیات میں انسانیت کی رہبری فرمائی وہیں بنی نوع اانسان کو جامع دستور حیات اور ابدی ضابطہ زندگی بھی عطا فرمایا۔ اس کے لیے شریعت کا

بنیادی اصول یہ ہے کہ "لاضرر ولاضرار" [5] (نہ کسی سے ضرر اور نقصان برداشت کرو اور نہ دوسرے انسانوں کے لیے ضرر رسانی اور نقصان کا باعث بنو)۔ کیوں کہ اسلام کی نظر میں انسان خدا کی ایک شاہکار تخلیق ہے اور اسے ہر طرح کے فتنہ وفساد پھیلانے سے روکا گیا ہے اور ہر ایک انسان کو امن و آشتی اور محبت سے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن اور عظمت انسان

انسان! بحیثیت فخر موجودات: تمام مخلوقات میں جس مخلوق کو باری تعالیٰ کی شاہکار تخلیق قرار دیا جائے تو وہ انسان ہے، قرآن میں انسان کی فضیلت کے بہت سے پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پیدائش کے متعلق:

" قَالَ يَٰٓإِبۡلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِيَدَيَّۖ "[6]

اے ابلیس! کس چیز نے تجھے اس چیز کو سجدہ کرنے سے روکا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا

اللہ تعالیٰ نے ابلیس پر عتاب فرماتے ہوئے سجدہ نہ کرنے کا سبب پوچھا اور ساتھ ہی یہ بات بھی واضح فرمائی تم نے یہ نہ دیکھا کہ اسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا ہے، ااور پھر ایسی تخلیق جسے احسن تقویم قرار دیا: لَقَدۡ خَلَقۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ فِيٓ أَحۡسَنِ تَقۡوِيمٖ [7] (ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا)۔

مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

"انسان کے بہترین ساخت پر پیدا کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو وہ اعلی درجہ کا جسم عطا کیا گیا ہے جو کسی دوسری جاندار مخلوق کو نہیں دیا گیا۔ اور اسے فکر و فہم اور علم و عقل کی وہ بلند پایہ قابلیتیں بخشی گئی ہیں جو کسی دوسری مخلوق کو نہیں بخشی گئیں"[8]۔

پھر ظاہری اور باطنی خوبیوں سے مالا مال فرمانے کے بعد جو دوسرا اہم منصب اس انسان کے حصے میں آیا وہ زمین پر "نائب خدا" بننا ہے۔

وَإِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٞ فِي ٱلۡأَرۡضِ خَلِيفَةٗ [9]

اور یاد کرو جب کہ تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں

خلاصہ یہ نظر آتا ہے کہ خدا کا معاملہ نسل انسانی کے ساتھ اور نسل انسانی کا معاملہ نسل انسانی کے ساتھ بالکل برعکس ہے، جو بچہ اس دنیا میں آتا ہے وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ خدا نسل انسانی سے مایوس نہیں، اگر مایوس ہوتا تو اس نسل میں اضافہ نہیں کرتا، لیکن انسان کا معاملہ انسان سے ایسا ہے کہ انسان ہی انسان سے نفرت کرتا ہے، انسان ہی انسان کا استحصال کرتا ہے جونک کی طرح خون پیتا ہے اور اپنے رویے سے اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ انسانیت کی صلاحیت اور مستقبل سے وہ مایوس ہے۔

"انسانی خدمت اور بین الاقوامی منشور: انسانیت کے باب میں، انسانی خدمت، انسانی حقوق، انسانی تحفظ سب ملتے جلتے ہی موضوعات ہیں کہ کسی طرح سے انسانیت کو فروغ ملے، اور انسان کے سماجی معاشرتی، ہر طرح کے مسائل حل ہو سکیں اور ایک اچھا معاشرہ تشکیل پا سکے۔

" دور جدید کے مورخین کے نزدیک حقوق انسانی کے تصور سے دنیا Magna Carta (منشور اعظم) کے ذریعہ روشناس ہوئی، یہ شاہ برطانیہ جون (John) کے دور میں 15 جون 1215ء کو منظور ہوا"[10]۔

المختصر یہ ہے "1940ء میں ایچ جی ویلز (H.G Wells) نے اپنی کتاب "New World Order" میں انسانی حقوق کے ایک منشور کو جاری کرنے کی تجویز پیش کی اور 1941ء میں منشور اوقیانوس (Atlantic Charter) پر دستخط ہوئے جس کا مقصد بقول چرچل انسانی حقوق کی علمبرداری کے ساتھ جنگ کا خاتمہ تھا"[11]۔

انسانی حقوق کے تحفظ کی سب سے زیادہ ضرورت تب محسوس ہوئی جب بیسویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرہ میں یورپی ممالک کے درمیان جنگ ہوئی جسے تاریخ میں "جنگ عظیم اول" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ لاکھوں انسانوں کے قتل ہو جانے کے بعد اقوام و ممالک کی ایک بین الاقوامی تنظیم بنام "لیگ آف نیشنز" قائم کی گئی تھی اس تنظیم کا بنیادی مقصد اقوام و ممالک کے درمیان پیدا ہونے والے تنازعات کو جنگ کی صورت اختیار نہ کرنے دی جائے اور صلح صفائی کے ذریعہ تنازعات کا حل نکال باہمی جنگ کو روکا جائے، لیکن "لیگ آف نیشنز" اپنے اس مقصد میں ناکام ہو گئی اور بیسویں صدی کے چوتھے اور پانچویں عشرے کے درمیان پھر عالمی جنگ بپا ہوئی اس جنگ نے پہلی جنگ سے زیادہ تباہی مچائی جس میں انسانیت کا بے دریغ قتل عام ہوا۔

اس کے بعد 1945ء میں ایک اور بین الاقوامی تنظیم اقوام متحدہ (Nations United) کے نام سے وجود میں آئی اور 10 دسمبر 1948ء میں اقوام متحدہ کے عالمی فورم پر "انسانی حقوق کا عالمی منشور" کے نام سے ایک منشور پاس ہوا جو کہ 30 دفعات پر مشتمل ہے۔ جس میں فرد کی آزادی، معاشرے کے افراد میں مساوات اور معاشرے میں عدل و انصاف کے قیام کے بارے میں بار بار اعادہ کیا گیا ہے۔ اس منشور میں انسانی حقوق کے احترام کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے تمام انسانوں کو بلا امتیاز زور دیا گیا ہے کہ انسان کو ان کے جائز حقوق دینے میں تامل نہیں کرنا چاہیے۔ اور ان حقوق کی ادائیگی میں رنگ، نسل، زبان، جنس اور مذہب کی تمیز روا نہیں رکھنی چاہیے۔

انسانی خدمات اور اسلامی تعلیمات میں غیر جانبداری کا تصور

***(1)* اسلام کا پیغام، انسانیت کے نام:** انسانی خدمت کا ایک اہم ذریعہ انسانیت کو ہر طرح کے جھگڑے جنگ و جدل سے روکا جائے، اور معاشرے کو ہر طرح کے تعصبات سے پاک کیا جائے۔ کیوں کہ انسانی خدمت میں غیر

جانبداری کا تصور تب ہی واضح ہوتا ہے جب انسان ہر طرح کے تعصبات سے پاک ہو، کیوں کہ اس سے چند انسان نہیں بلکہ پوری انسانیت متاثر ہوتی ہے۔ جیسا کہ یورپی یونین کی ایجنسی برائے بنیادی حقوق (FRA) کے سربراہ مائیکل او فلاہرٹی نے رپورٹ پیش کی اس رپورٹ کے دیباچے میں تحریر کیا ہے کہ "نسلی تعصب اور رنگت کی بنیاد پر امتیازی رویے یورپی یونین کی رکن ریاستوں کے بعض علاقوں کے شہریوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ان رویوں کی وجہ سے سیاہ فام افراد کو بعض مقامات پر ڈرایا دھمکایا بھی جاتا ہے۔ تیس فیصد سیاہ فام افراد نے کسی نہ کسی سطح کی نسلی تعصب کا سامنا کیا ہے جبکہ پانچ فیصد سیاہ فام افراد کو پر تشدد حملوں تک کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے"[12]۔

اسلام میں انسانی خدمت میں غیر جانبداری کا دائرہ اس حد تک وسیع ہے کہ سب سے پہلے اسلام نے سب کو ایک آدم کی اولاد قرار دیا ہے، اور ہر قسم کے رنگ و نسل، لسانی و علاقائی تعصبات کی نفی ہے، اور انسانوں کے بنائے ہوئے دائرے رنگ و نسل، لسانی و علاقائی انتہا پسندانہ اقدامات کی مذمت کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے " یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْا "[13]

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنا دیے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

اس آیت میں خطاب پوری نوع انسانی سے ہے اور جس خرابی کا ذکر فرمایا پوری نوع انسانی تباہی کا باعث رہی ہے۔ اور خدمت انسانیت میں رکاوٹ کا سبب بن رہی ہے جب کہ کسی شخص کا کسی نسل، رنگ یا ذات میں پیدا ہونا، انسان کی اختیاری چیزیں نہیں۔ کسی انسان کے بس میں نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے کسی خطے، کسی قوم، کسی زبان کے بولنے والے اور کسی رنگ کے حامل لوگوں میں پیدا ہو جائیں۔ جب یہ چیزیں غیر اختیاری ہیں تو عقل کی بات یہ ہے کہ انھیں وجہ امتیاز نہ بنایا جائے۔ لیکن انسانوں نے نہ صرف اس امتیاز کو اپنے قومیت کی بنیاد بنایا بلکہ اسے عداوت، نفرت، تحقیر و تذلیل اور ظلم و ستم کا ذریعہ بھی بنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں اس مضمون کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی:

یَا اَیُّهَا النَّاسُ! اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ، اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی اَعْجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا اَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی [14] ترجمہ: لوگو! آگاہ ہو جاؤ 'یقیناً تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ خبر دار! نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر۔ اور نہ کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر۔ فضیلت کی بنیاد صرف تقویٰ ہے۔"

(2) انسان محفوظ انسانیت محفوظ : ایک رپورٹ کے مطابق" بیسویں صدی میں 165 بڑی جنگوں میں 165 ملین سے لے کر 258 ملین تک انسان ہلاک ہوئے۔ جنگ مخالف ویب سائٹ Environmentalists Against War کے مطابق بیسویں صدی میں پیدا ہونے والے تمام انسانوں میں سے چھ اعشاریہ پانچ فیصد کی موت کی ذمہ دار جنگیں اور مسلح تصادم بنے۔ پہلی عالمی جنگ کی وجہ سے آٹھ اعشاریہ چار ملین فوجی اور پانچ ملین شہری ہلاک ہوئے جبکہ دوسری عالمی جنگ نے سترہ ملین فوجیوں اور 34 ملین شہریوں کی زندگیوں کے چراغ گل کر دئے۔ جدید جنگوں میں مارے جانے والے 75 فیصد لوگ عام شہری تھے"[15]۔

آج ملک واقوام، تہذیب وتمدن ایک دوسرے پر اپنی برتری ثابت کرنے میں انسانیت کا بے دریغ قتل عام ہو رہا ہے۔ اسلام نے ایک قانون دیا ہے کہ آپس میں قتل ناحق کرنے والا ساری قوم کو تباہ کرتا ہے اور قتل ناحق کو بند کرنے والا ساری قوم کو زندگی کے راستہ پر ڈالتا ہے۔ جیسا کہ "مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَمَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡيَا النَّاسَ جَمِيۡعًا "[16] جس نے کسی جان کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے بدلے کے بغیر کسی شخص کو قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک جان کو (قتل سے بچا کر) زندہ رکھا اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ رکھا۔

آیت کریمہ کے مفہوم سے خدمت انسانیت میں غیر جانبداری کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے، علامہ وحید الدین خاںؒ تفسیر تذکیرۃ القرآن میں لکھتے ہیں:

" کوئی شخص جب کسی شخص کو قتل کرتا ہے تو وہ صرف ایک انسان کا قاتل نہیں ہوتا بلکہ تمام انسانوں کا قاتل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ حرمت کے اس قانون کو توڑتا ہے جس میں تمام انسانوں کی زندگیاں بندھی ہوئی ہیں۔ اسی طرح جب کوئی شخص کسی کو ظالم کے ظلم سے نجات دیتا ہے تو وہ صرف ایک شخص کا نجات دہندہ نہیں ہوتا بلکہ تمام انسانوں کا نجات دہندہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے اس اصول کی حفاظت کی کہ تمام انسانوں کی جان محترم ہے"۔[17]

ہشام بن حکیم بن حزامؓ حمص کے ایک عامل کو دیکھا کہ وہ کچھ عیسائیوں سے جزیہ وصول کرنے کے لیے انہیں دھوپ میں کھڑا کر کے تکلیف دے رہا تھا، تو انہوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ "اللہ عزوجل ایسے لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیا کرتے ہیں"[18]۔

آپ ﷺ مظلوم انسانیت کا ساتھ دینے کو اتنی اہمیت دی کہ معاہدہ حلف الفضول میں شرکت کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 20 سال تھی بعثت کے بعد بھی آپ ﷺ معاہدہ شرکت پر اظہار مسرت فرمایا کرتے تھے کہ آپ

فرماتے ہیں " عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں حاضر تھا جب حلف فضول طے پائی اس کے بدلے اگر مجھے کوئی سرخ اونٹ دے

تب بھی میں لینے لئے تیار نہیں "[19]۔

لہذا آج وہ ذہنیت جو دوسروں کے لیے جان لیوا ثابت ہوتی ہے اور جس کی نگاہ میں انسانی جان 'انسانی مال اور انسانی آبرو کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی 'اس کی سنگینی کو محسوس کیا جانا چاہیے۔ انھیں نہ صرف خود اس سے بچنا چاہیے بلکہ ان کی ذمہ داری ہے کہ نوع انسانی کو اس سے بچائیں۔

تبدیلی مذہب میں جبر و تشدد کی ممانعت : آج مختلف ممالک میں مذہبی انتہا پسندی دیکھنے کو ملتی ہے جہاں اکثریتی مذہب کے لوگ اقلیتوں کو زبردستی مذہب قبول کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اور ان پر ظلم روا رکھا جاتا ہے، اسلام نے اس عمل کی شدت سے نفی کی ہے اسلامی ریاست میں ہر مذہب کے لوگوں مذہبی آزادی کا حق حاصل ہے اور کسی کو بھی زبردستی مذہب قبول کروانے کی اجازت نہیں " ومن كان على نصرانية او يهودية فانه لايرد عنها "[20]۔ جو کوئی اپنی نصرانیت اور یہودیت پر رہے اسے زبردستی اسلام کی طرف نہیں پھیرا جائے گا۔

(3) ماحولیاتی آلودگی کا خاتمہ، انسانی خدمت کا ایک بہترین ذریعہ:

خدمت انسانیت کا ایک بہترین ذریعہ انسانیت کو صحت مند ماحول فراہم کرنا بھی ہے، کیوں کہ ہر ریاست میں ہر طرح کے رنگ و نسل، زبان و برادری سے تعلق رکھنے والے موجود ہوتے ہیں۔ اسلام کی عالمگیر تعلیمات میں انسانی ماحولیاتی کے تحفظ کے حوالے سے غیر جانبداری کا تصور واضح من الشمس ہے۔ "ماحولیاتی آلودگی وہ منفی عمل ہے جس سے زمینی، آبی، اور فضائی وسائل خراب ہوتے ہیں، ہمارے ماحول کو آلودہ کرنے میں قدرتی اور غیر قدرتی کثافتوں کا عمل دخل ہے، آلودگی کی وجہ سے انسان حیوانات، نباتات اپنی فطری روش بر قرار نہیں رکھ سکتے اور ان کی صحت اور بقاء کو خطرہ لاحق ہوتا ہے"[21]۔

تحفظ ماحول اور لفظ "فساد" کی جامعیت: بہت سے الفاظ کا محدود استعمال اکثر ان کی جامعیت ہماری نظروں سے اوجھل کر دیتا ہے، ایسا ہی ایک لفظ " فساد " بھی ہے، جس کا مفہوم عام معنوں میں جھگڑا، قتل و غارت گری تک محدود ہو کر رہ گیا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کے زمین پر فساد پھیلانے کو سخت ناپسند فرمایا ہے، اور فساد پھیلانے والوں کو سخت عذاب کا مستحق قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے " وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا"[22]۔ زمین میں فساد برپا نہ کرو جبکہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے"۔ آیت مبارکہ میں " ہر قسم کی فساد انگیزی

سے منع فرمایا جارہا ہے۔ چشموں کو بند کرنا۔ نہروں کو توڑ پھوڑ دینا، باغات کو اکھاڑ دینا، کھیتوں کو اجاڑ دینا، کارخانوں کو برباد کر دیناو غیرہ شامل ہیں"[23]۔

"عالمی ادارۂ صحت کے اندازے کے مطابق ہر سال تیس لاکھ افراد فضائی آلودگی کے باعث وقت سے پہلے مر جاتے ہیں جو کہ انسانی صحت کے لیے سب سے بڑا ماحولیاتی خطرہ ہے"[24]۔ ماہرین کا کہنا ہے ایسے حالات میں درخت فضائی آلودگی کے خاتمے کا سبب بن سکتے ہیں۔

آپ ﷺ کے عہد میں مدینہ غیر مذاہب کا مرکز رہا ہے، یہودی، عیسائی، اور منافقین۔ ایسے میں ماحولیاتی تحفظ صرف ایک مذہب کے لوگوں تک ممکن نہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات غیر جانبداری کا منہ بولتا ثبوت ہے، "جو مسلمان دَرخت لگائے یا فَصل بوئے پھر اس میں سے جو پرندہ یا اِنسان یا چوپایا کھائے تو وہ اس کی طرف سے صَدَقہ شُمار ہو گا"[25]۔

پانی اور نہروں کو آلودہ کرنے کی ممانعت:

ماحولیاتی آلودگی میں آبی آلودگی بھی شامل ہے، حضور نبی اکرم ﷺ جب اسلامی لشکر کو مشرکین کی طرف روانہ فرماتے تو یوں ہدایات دیتے: وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا طِفْلًا، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا شَيْخًا كَبِيرًا، وَلَا تُغَوِّرُنَّ عَيْنًا، وَلَا تَعْقِرُنَّ شَجَرَةً "۔ "کسی بچے کو قتل نہ کرنا، کسی عورت کو قتل نہ کرنا، کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا، چشموں کو خشک و ویران نہ کرنا، درختوں کو نہ کاٹنا" [26]۔

(4) معاشرے کے ضرورت مند افراد کی خدمت

یتیم، معذور اور محتاجوں کی خدمت: "یونیسیف" کی رپورٹ کے مطابق دنیا میں اس وقت 14 کروڑ سے زائد بچے یتیم ہیں۔ 95 فیصد یتیم بچوں کی عمر 5 سے 16 سال ہے ان میں بڑی تعداد ایسے بچوں کی ہے جنہیں تعلیم و تربیت، صحت اور خوراک کی مناسب سہولیات میسر نہیں" [27]۔ "اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ معذور افراد کی 80 فیصد تعداد مختلف ترقی پذیر ممالک میں رہائش پذیر ہے جہاں انہیں کسی قسم کی سہولیات میسر نہیں "[28]۔ "دنیا بھر میں بیوہ خواتین کی تعداد کم و بیش 25 کروڑ ہے، "برطانوی نشریاتی ادارے کے مطابق چند ممالک میں بیواؤں کو کھانے کے وقت ساتھ نہیں بٹھایا جاتا، انہیں غذائیت سے بھرپور کھانا کھانے سے منع کیا جاتا ہے اور یہاں تک کہ ان کو ایسی رسومات میں حصہ لینے پر مجبور کیا جاتا ہے جو تذلیل کا باعث اور خطرناک ہوتی ہیں" [29]۔

اسلام کی خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر ایک کے حقوق کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ہر ایک کے لیے ایسے اسباب و ذرائع مہیا کر دیے ہیں کہ وہ آسانی کے ساتھ اللہ کی زمین پر رہ کر اپنی زندگی کے ایام گزار سکے۔ آج کے دور کا سب سے بڑا مسئلہ

سماج کے یتیم بچوں کی کفالت ہے۔ اور ان کی مکمل کفالت، ان کے حقوق کی پاسداری اسلامی تعلیمات کا بنیادی حصہ ہیں۔

اسلام میں یتیموں کی سرپرستی اور ان کی خدمت کا تصور: قرآن کریم میں مختلف مقامات پر یتیموں کی خدمت کے حوالے سے احکامات نازل ہوئے ہیں جیسا کہ یتیم کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے ؟اگر اس کی وضاحت قرآن کریم سے چاہیں تو البقرہ کی آیت ۸۳، النساء کی آیت ۳۶ ۔ یتیم کی خیر خواہی البقرہ کی آیت ۲۲۰ میں ۔ یتیموں کے مال کی حفاظت کرنا اور اس کو مصرف میں نہ لانے کی ممانعت کے متعلق النساء کی آیت ۳۴ اور آیت ۵ ۔جو لوگ یتیموں کے مال کو ظلم سے کھاتے ہیں النساء کی آیت ۱۰ ۔ یتیم کے مال کا حکم الانعام کی آیت ۱۵۲۔ یتیم لڑکیوں سے نکاح کے متعلق النساء کی آیت ۳۔ نیز سورۃ النساء کی آیت ۲۷ میں دیکھیں۔ قرآن کریم میں یتیموں کی عزت نہ کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے ، امیہ بن خلف کے پاس قدامہ بن مظعون یتیم تھے وہ انہیں ان کا حق نہیں دیتا تھا، اس پر یہ آیتِ مبارک نازل ہوئی۔ "كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ "[30] بلکہ (قصور تمہارا ہے کہ) تم یتیم کی عزت نہیں کرتے تھے

ہر ریاست میں یتیموں مسکینوں اور محتاجوں کا وجود ہوتا ہے ، لہذا آپ ﷺ تمام مسلمانوں کو نصیحت فرمائی، آپ ﷺ نے یتیم کی کفالت کو نہ صرف پسند فرمایا بلکہ ایسے شخص کو اپنے ساتھ جنت کی بشارت عطا فرمائی۔: "من احسن الی یتیمة او یتیم عنده کنت انا وهو فی الجنة کهاتین و قرن بین اصبعیة"[31]۔

اسلام میں معذور اور محتاج افراد کی خدمت میں غیر جانبداری کا تصور: اسلام نے معذور افراد کو الگ تھلگ کسمپرسی کی زندگی گذارنے کے بجائے اجتماعی معاشرت کا حوصلہ دیا جیسا کہ عبد اللہ بن ام مکتومؓ ایک نابینا صحابیؓ تھے " حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے تیرہ غزوات میں شرکت فرمائی ہے، ہر غزوہ میں حضرت ابن ام مکتومؓ کو مدینہ میں اپنا جانشین و خلیفہ مقرر فرما کر تشریف لے جاتے، حضرت ابن ام مکتومؓ لوگوں کی امامت فرماتے۔[32]

علامہ شبلی "الفاروق" میں لکھتے ہیں: (حضرت عمر کے زمانے میں) عام حکم تھا اور اس کی ہمیشہ تعمیل ہوتی تھی کہ ملک کے جس قدر اپاہج، از کار رفتہ، مفلوج وغیرہ ہوں سب کی تنخواہیں بیت المال سے مقرر کر دی جائیں، لاکھوں سے متجاوز آدمی فوجی دفتر میں داخل تھے جن کو گھر بیٹھے خوراک ملتی تھی، بلا تخصیص مذہب حکم تھا کہ بیت المال سے ان کے روزینے مقرر کر دیے جائیں"[33]۔

(5)اسلام میں کل انسانیت کی خدمت کا تصور:

بھوکے اور قیدی افراد کی خدمت: ''اس وقت کرہ ارض پر 821 ملین انسانوں کو زندہ رہنے کے لیے یا تو کوئی خوراک دستیاب نہیں یا پھر وہ تشویش ناک حد تک کم خوراکی کا شکار ہیں۔ ان میں وہ 124 ملین یا قریب ساڑھے بارہ کروڑ انسان بھی شامل ہیں، جن کا بھوک کا مسئلہ انتہائی شدید ہو کر فاقہ کشی بن چکا ہے'' [34]۔

اسلام میں اہل ایمان کی چند صفات بیان ہوئی ہیں ان صفات سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں موجود مشرک معاشرے میں معاشی صورت حال کیا تھی، یہاں غرباء اور محتاجوں پر انفاق کا کوئی رواج نہ تھا۔ فخر و مباہات اور نمائش کے لیے تو وہ بہت کچھ لٹا دیتے تھے لیکن غریبوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ تھی۔ وہاں اہل ایمان کی علامات میں جسے شامل کیا گیا ہے وہ آیت مبارکہ '' وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰي حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ''۔[35] اور وہ کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین کو، یتیم کو اور قیدی کو۔

مسکین، یتیم اور اسیر عاجز ہیں یتیم اس لئے عاجز ہے کیونکہ اس کا کمانے اولا فوت ہو چکا ہے اور وہ کم عمر ہونے کی وجہ سے کمائی نہیں کر سکتا اور قیدی ان دونوں سے زیادہ عاجز ہے، کیونکہ اسے کسی چیز کا اختیار ہی نہیں، وہ کلیتاً دوسروں کے رحم و کرم پر ہے۔

ایک روایت میں حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے کسی بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اُسے (دوزخ کی) آگ سے سات خندق جتنے فاصلے کی دوری پر کر دے گا، اور دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے''[36]۔

علامہ شفیع عثمانیؒ رقمطراز ہیں: قیدی چاہے کافر بھی ہو اس کو کھانا کھلاتا ہے وہ گویا حکومت اور بیت المال کی اعانت کرتا ہے اس لیے قیدی چاہے کافر بھی ہو اس کو کھانا کھلانا ثواب ہو گا خصوصاً ابتدائے اسلام میں تو قیدیوں کا کھانا پینا اور ان کی حفاظت عام مسلمانوں میں تقسیم کر کے ان کے ذمہ کر دی جاتی تھی جیسے غزوہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ معاملہ کیا گیا۔''[37]۔

تمام انسانیت کی خدمت کا تصور: قرآن مجید میں جہاں تخلیق انسانی کا مقصد عبادت کو قرار دیا گیا ہے، وہاں عبادت میں نہ صرف خدمت خلق بلکہ اس میں غیر جانبدارانہ رویہ بھی شامل ہے کیوں جب تک اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ محبت نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا دعویٰ سچا نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے انسانیت کو اللہ کا کنبہ قرار دیا ہے، آپ نے فرمایا'' الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ '' [38]۔ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب وہ بندہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور سب کتب سماویہ پر اور تمام نبیوں پر ایمان لاتے اور باجود مال کی محبت اور احتیاج کے قرابت داروں کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سائلوں کو اور غلاموں کو آزاد کرانے میں مال دیتا ہو اور نماز کی پابندی کرتا ہو اور زکوۃ بھی ادا کرتا ہو اور اپنے عہد کو پورا کرنیوالے جب عہد کرلیں اور وہ جو تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کی سختی کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہوں یہی سب لوگ وہ ہیں جو سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں"[39]۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا":خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاس "[40]۔ یعنی لوگوں میں بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔

پھر اسلام میں مسلموں کی مالی مدد کے لئے زکوۃ کا نظام موجود ہے جبکہ غیر مسلموں کی مالی مدد نفلی صدقات وغیرہ سے کرنا جائز ہے "عن إبراهيم بن مهاجر قال: سألت إبراهيم عن الصدقة على غير أهل الإسلام، فقال: أما الزكاة فلا، وأما إن شاء رجل أن يتصدق فلا بأس"[41]۔

خلاصہ بحث اس کارخانۂ قدرت میں سب سے مؤثر وفعال عنصر انسان ہے، اس عالم امکان کے سارے ہنگامے، نوبہ نوحسن آفرینیاں اور جہان رنگ وبو کے سارے نقش ونگار اس کے وجود کے کرشمے ہیں۔ بڑے بڑے تمغوں کا تن تنہا مالک ہے انسان کو "خلیفۃ اللہ فی الارض" قرار دینے کا مطلب ہی یہی ہے کہ وہ تصرف واستفادے میں آزاد نہیں، بلکہ محکوم ونائب ہے۔ اسلام ایک آفاقی اور فطرت پر مبنی دین کی حیثیت رکھتا ہے اور آپ ﷺ کی رحمت مسلمانوں کے ساتھ ساتھ تمام انسانوں کے لئے تھی آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے حقوق، ان کی مذہبی، قانونی، اور عدالتی آزادی کو میثاق مدینہ کے ذریعے اس وقت تسلیم کیا تھا جب کہ اس طرح کے حقوق کا تسلیم کرنے کا دنیا میں سرے سے کوئی تصور ہی نہ تھا، محسن انسانیت کی تعلیمات محبت، امن وسلامتی، صبر وبرداشت، مذہبی رواداری، احترام انسانیت، خدمت انسانیت اور مفاہمت جیسی اعلیٰ اوصاف پر مبنی ہیں دین اسلام اور سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے جہاں انسانی خدمت کے میدان واطراف کا پتا چلتا ہے وہاں انسانی خدمت میں کارفرما عوامل اور عناصر ترکیبی کا بھی ادراک ہوتا ہے، اگر ان عناصر کو پیش نظر نہ رکھا جائے تو انسانی خدمت کا عمل بے معنی ہوکر رہ جاتا ہے، اور ان عناصر میں خدمت واکرام کو نہایت اہمیت حاصل ہے خدمت واکرام کا مطلب ہے ان کے ہر فرد، گروہ، رنگ ونسل، ذات وبرادری، کی تمیز کیے بغیر محترم سمجھنا، عزت دینا اور اس کی حاجت کو پورا کرنا، اسے کمتر اور حقیر نہ سمجھنا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو محترم بنایا ہے۔ انسانی خدمت میں ہر انسان کے جان ومال کے تحفظ کو دین کی اساس قرار دیا، ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا، پنپتی انسانیت کو پرسکون ماحول فراہم کرنے کے لئے شجرکاری کرنے کی

ترغیب دی تاکہ انسانیت برقرار رہے۔ یتیموں مسکینوں اور محتاجوں کی ضرورت کو پورا کرنے کو تکمیل دین قرار دیا، بیواوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ رکھنے کو پسند فرمایا ہے۔ بھوک و افلاس سے انسانیت کو نجات دلانے پر جنت کی خبر سنائی ہے۔ الغرض اسلام کا تصور خدمت انسانیت اول یہ ہے کسی رنگ و نسل، ذات و برادری کی تمیز کئے بغیر ایک انسان دوسرے انسان کے لئے سراسر رحمت بنے، لہذا مسلمانوں پر لازم ہے انسان ہونے کے ناطے وہ دوسرے انسان کو اللہ کی مخلوق سمجھے اور اس کی مدد اور اس کی خدمت کو ہی صراط مستقیم سمجھے کیوں کہ یہی اسلام، قرآن اور یہی سیرت طیبہ ﷺ کا خلاصہ ہے

سفارشات و تجاویز

ا) **عدم برداشت:** معاشرے میں خدمت انسانیت میں غیر جانبداری میں رکاوٹ کا سب سے بڑا سبب معاشرے میں عدم برداشت ہے، لہذا برداشت پر مبنی معاشرے کے قیام کے لئے تمام مذاہب کی خدمت انسانیت سے متعلق تعلیمات کو فروغ دیا جائے، ہر طرح کی ریاست میں موجود اقلیتوں کے تحفظ کے لئے تمام مذاہب نے جو جامع اور بے نظیر نظم دیا ہے اس کو حقیقی روح کے مطابق نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔

2) **مذہبی انتہا پسندی:** بین المذاہب مکالمہ ایک ریاست کے پر سکون قیام کے لئے اساس کا کردار ادا کر سکتا ہے لہذا اس کے ذریعے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے ایک دوسرے کے بارے موجود غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے، سوشل میڈیا کے ذریعے ایک دوسرے مذہب، فرقے کی توہین پر ریاستی سطح پر مکمل پابندی عائد ہونا چاہیے۔

3) **رنگ و نسل، ذات برادی کی تمیز کا خاتمہ:** کسی بھی رنگ و نسل، ذات و برادری، قوم کی بدنامی، ہتک اور رسوائی کا سبب بننے والے مطبوعہ، سمعی و بصری اور ڈیجیٹل مواد کی اشاعت پر پابندی اور ضبطی کے لئے مناسب قانون سازی ہونی چاہیے۔ جس میں اقوام متحدہ سمیت دنیا تحریکوں کو رنگ و نسل، مذہب و لسانیت کی تمیز کے لئے بغیر صرف انسانیت کا ساتھ دینے لیے لائحہ عمل اپنانا چاہیے اور اپنا کردار غیر جانبدار رکھنا چاہیے۔

4) تمام مذاہب اور ریاست کے مذہبی، سیاسی، سماجی رہنماوں میں باہم حسن تعلقات کا ہونا ضروری ہے اور انسانیت کے مسائل کے حل کے لئے موعظۃ الحسنہ اور مجادلہ احسن کے اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے، نرمی، عفو درگزر، صبر و تحمل جیسی اعلیٰ اقدار کو عملی طور پر اپنایا جائے۔

5) ریاست میں موجود صوبائی اور علاقائی سطح پر کمزور، ناچار، یتیم، فقراء بیوہ، مساکین کے مسائل کے لئے کمیٹیاں تشکیل دینی چاہیے، اور حکومتی سطح پر ایسے لوگوں کو کارآمد بنانے کے لئے ہنگامی سطح پر ان کے مسائل کو حل کرنا چاہیے، جن میں مساجد وخانقاہی نظام اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

حوالہ جات

[1]- سعود عالم قاسمی، عصر حاضر میں اسوہ رسول کی معنویت، مکتبہ جمال لاہور 2008 ص 14

Saud Alim Qasmi , Asar Hazir me Aswa Rasool ki maoniyat , Maktaba jamal Lahore 2008 pg 14

[2] - محمد ثانی، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، دارالاشاعت کراچی 1999، ص 166

Muhammad Sani ,Mohsin Insani Haqooq , Dar Ashat Karachi 1999 pg 166

[3] -القرآن 21: 107

Al-Quran 21: 107

[4]- شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ادارہ اسلامیات پبلشرز 2006 ج 1، ص 162

Shibli Nomani , Seerat Unabi (S.a.w.w0 Idara Islamiat ,Vol 1 pg 162

[5] - ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، حدیث 2340، الناشر: دار احیاء الکتب العربیہ، جلد 2 ص 784

Abu Abdullah Muhammad Bin Yazid Alqazwini , Sunan Ibne Maja , Hadith 2340 , Vol 2 pg 784

[6]-القرآن 38 : 75

Al-Quran 38 : 75

[7]- القرآن 95:4

Al-Quran 4 : 95

[8]- سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، تفسیر تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن ، جلد 6 ص 387

Syed Abu Alla Mododi , Tafsir Tafhim Ul Quran, Vol 6 Pg 387

[9]-القرآن 2: 30

Al-Quran 2 : 30

[10]- سید جلال الدین عمر، اسلام انسانی حقوق کا پاسبان، پبلشرز مرکزی مکتبہ اسلامی 2008، ص 14

Syed Jalal Uddin Umer , Islam Insani Haqooq kaPasban , pg 14

[11]- خالد علوی، حقوق انسانیت کی آڑ (مقالات)، پبلشرز علم وعرفاں 2003 ، ص 24

Khalid Alawi , Haqooq Insaniyat ki Arh , pg 24

[12] https://www.suchtv.pk/urdu/world/item/60109-black-lives-matter-in-europe.html Accessed on 16October 2021

[13]-القرآن 49 :13

Al-Quran 49 : 13

[14]-امام احمد بن حنبل، مسند امام احمد، حدیث23489،الناشر:مؤسسۃ الرسالۃ2001، جلد38ص474

Imam Ahmed Bin Hanbal , Musanid Imam Ahmed Hadith 23489 Vol 38 pg 474

[15] https://zappy25.rssing.com/chan-13766205/all_p475.html Accessed on 16October 2021

[16]- القرآن 5 :32

Al-Quran 5 : 32

[17] -وحید الدین خان، تفسیر تذکیرۃ القرآن، مکتبہ الرسالہ نئی دہلی، ص257

Wahid Du din Khan , Tafsir Tazkir tul Quran , pg 257

[18]- مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مُسلِم ،حدیث نمبر2613،الناشر:دار إحیاء التراث العربي-بیروت ، ج 4 ص 2017

Muslim Bin Al-Hajaj Al Taqshiri , Sahih Muslim ,Hadith no 2613 , Vol 4 pg 2017

[19] - پیر کرم شاہ الازہریؒ، سیرت ضیاء النبی ﷺ، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور، جلد2ص121

Peer Karam Shah Alzahri , Seerat Ziyah Un Nabi (S.A.W.W) vol 2 pg 121

[20]- ابو بہلول غلام رسول، جامع مکاتیب الرسول ،کاتب پبلشرز لاڑکانہ2011 ، جلد 1 ص 560

Abu Behlool Ghulam Rasool , Jame Makateeb Ur rasool , Vol. 1 pg 560

[21] - ممتاز حسین، مطالعہ ماحول، جماعت برائے نہم دھم، پنجاب ٹیکسٹ بورڈ، ناشر آزاد بک ڈپو، ص30

Mumtaz Hussain , Mutala Mahol , pg 30

[22] -القرآن7 :56

Al-Quran 7 : 56

[23] - پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، سن اشاعت 1402ء) جلد2ص39

Peer Karam Shah Al Zehri , Vol 2 pg 39

[24] https://www.bbc.com/urdu/science-39195749 Accessed on 25march 2020

[25] - محمد بن اسماعیل بخاری، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب فضل الزرع والغرس اذا اکل منہ، 2 / 85، حدیث : 2320

Muhammad Bin Ismaeel Bukhari Hadith 2320

[26] - البیہقی، احمد بن الحسین الخراسانی، بَابُ تَرْكِ قَتْلِ مَنْ لَا قِتَالَ فِيهِ مِنَ الرُّهْبَانِ وَالْكَبِيرِ وَغَيْرِهِمَا، 9/ 154، حدیث 18155

Al- Baheeqi , Ahmed Bin Al Hussain Al khrasani , Hadith 18155

[27]https://www.trt.net.tr/urdu/dny/2017/04/06/dny-myn-hr-rwzds-hzr-bchy-ytym-hwty-hyn-ywnysyf-707171

[28] https://urdu.arynews.tv/disabled-persons-international-day(/

[29] https://jang.com.pk/news/694587(

[30]- القرآن 89:17 -

Al-Quran 17 : 89 -

[31]- امام احمد بن حنبل، مسند امام احمد، حدیث 22153، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ 2001، جلد 36 ص 474

Imam Ahmed Bin Hanbal Musnad Imam Ahmed Ahmed, Vol 36 pg 474

[32] - ابن ھشام، السیرۃ النبویۃ، جلد 3 ص 17

Ibne Hasham , Al Seerat ul Nabutiya , Vol 3 pg 17

[33] - شبلی نعمانی، الفاروق، جلد 2، ص 196

Shibli Nomani , Al Farooq , Vol 2 pg 196

[34] https://m.thewireurdu.com/article/news-detail/43136

[35] - القرآن 76 : 8

Al-Quran 76 : 8

[36] - تقي الدين أبو العباس حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 4 : 144، حدیث نمبر 7172،

Taqi Uddin Abu Abbas Hakim , Hadith 7172

[37] - محمد شفیع عثمانیؒ، تفسیر معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن 2008 ، جلد 8 ص 638

Muhammad Shafi Usmani , Tafsir Muarif Ul Quran , Vol 8 pg 638

[38]- محمد بن عبد اللہ الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، الناشر: المكتب الإسلامي- بیروت 1985، جلد 3 ص 1392

Muhammad Bin Abdul Khatib , Mishkat ul Masabih , Vol 3 pg 1392

[39] - القرآن، 2: 177

Al-Quran 2 : 177

[40]- علاء الدین علی بن حسام، کنز العمال، حدیث نمبر 44154، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، جلد 16 ص 128

Allauddin Ali Bin Hisam , Qanzal Emal , Hadith 44154 , Mosast Ul Rissala Vol 16 pg 128

[41] - ابو بکر ابن ابی شیبہ، مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر 10410، الناشر: دار الوطن- الریاض، جلد 2 ص 402

Abu Baker Ibne Abi Sheba , Hadith 10410 , vol 2 pg 402